اجماع عصرِ حاضر میں

شیخ نجیب محمد بکیر
ترجمہ :- قاضی فتح الرسول نظامانی

عربی لغت میں اجماع کے دو معنی ہیں ۱- کسی چیز کا عزم مصمم کرنا - عربی محاورہ "اجمع فلان علیٰ کذا" اس وقت کہا جاتا ہے جب کوئی شخص کسی چیز کا عزم کرتا۔ یہ جو روزہ کے متعلق حدیث میں "لم یجمع" آیا ہے وہ بھی عزم کے معنیٰ میں آیا ہے، ، کے الفاظ اس طرح ہیں " لاصیام لمن لم یجمع الصیام من اللیل" یعنی جو رات کو روزوں کا عزم نہ کیا تو اس کے روزے نہ ہوں گے۔

اجماع کے دوسرے معنیٰ ہیں : کسی چیز پر اتفاق کرنا - عربی محاورہ میں کہا جاتا ہے "اجمع القوم علیٰ کذا" اور یہ محاورہ اس وقت بولا جاتا ہے جب کسی بات پر قوم کا ہوتا ہے، اور وہ چیز "متفق علیہ" دینی امر ہو یا دنیوی۔

یہ دونوں 'عزم و اتفاق' "الجمع" سے ماخوذ ہیں، کیونکہ عزم میں دلوں کی جمعیت اور آراء کا اتفاق ہوتا ہے۔ ان دونوں معناؤں میں یہ فرق ہے کہ اجماع اول معنیٰ کے سے ایک شخص سے بھی ہو سکتا ہے اور دوسرے معنیٰ کی صورت میں دو یا اس سے زائد سوا اجماع متصور نہیں ہوتا۔

اصولی علمائے کے ہاں اجماع

اجماع کی ایک تعریف وضع کرنے کے سلسلے میں اصولی علماء کا اسی طرح باہمی اختلاف پیدا ہوا جس طرح دوسرے مسائل میں ان کا اختلاف ہے۔ انہوں نے اجماع کی جو تعریفیں لکھی ہیں ان میں سے کچھ یہاں بیان کی جاتی ہیں!

۱۔ نظّام کہتا ہے:۔ اجماع ہر اس قول کو کہا جائے گا جس کی حجت قائم ہو، چاہے وہ ایک شخص کا قول کیوں نہ ہو۔

۲۔ غزالی اجماع کی اس طرح تعریف کرتا ہے کہ کسی دینی بات پر خاص امت محمدیہ کے اتفاق کو اجماع کہا جائے گا۔

۳۔ غفاری اور جمہور علماء کی رائے میں، کسی بھی زمانے میں ایک حکم شرعی پر امت محمدیہ میں سے مجتہدین کے اتفاق کا نام اجماع ہے۔

۴۔ ایک جماعت اجماع کی یہ تعریف کرتی ہے کہ اجماع کے معنیٰ ہیں اہل حل وعقد کا کسی واقعے کے حکم پر قولی اتفاق ہونا۔

اجماع کی تعریف میں اصولی علماء کے اختلاف کا اصلی سبب یہ ہو سکتا ہے کہ اجتہاد کے دور میں ہر امام کی یہ کوشش ہوتی تھی کہ اپنے شہر کے فقہاء کی مخالفت نہ کی جائے، اس لئے امام ابوحنیفہ اپنے سے سابقین علماء کوفہ کے اجماع کا شدت سے اتباع کرتے تھے اور امام مالک اہل مدینہ کے اجماع کو حجت خیال فرماتے تھے۔

جمہور نے جو اجماع کی تعریف کی ہے، اکثر علماء نے اسی کو پسند کیا ہے، اس لئے ہم جمہور کی تعریف کو ہی اپنے بحث کا موضوع قرار دیتے ہیں۔

جمہور نے اجماع کی یہ تعریف کی ہے کہ کسی حکم شرعی پر کسی نہ کسی زمانے میں اُمّتِ محمدیہ کے مجتہدین کا متفق ہونا۔ بعض علماء نے "بعد وفات حضور صلی اللہ علیہ وسلم" کی قید بھی بڑھائی ہے۔ جمہور کے ہاں اجماع کی تعریف کے لئے مندرجہ ذیل امور کا ہونا ضروری ہے۔

۱۔ مکان اور گروہی اختلاف سے صرف نظر کرکے تمام مجتہدین کا متفق ہو جانا، اگر جملہ مجتہدین کا اتفاق نہ ہو سکے لیکن ان کی اکثریت کسی حکم پر اتفاق کرے تو اس کو

بھی جمہور کے ہاں اجماع نہیں کہا جائے گا کیوں کہ ایسی صورت میں یہ احتمال باقی ہے کہ آ حق پر ہو چاہے وہ ایک کیوں نہ ہو۔ بعض علماء کی رائے ہے کہ اکثر مجتہدین کے اتفاق اجماع متحقق ہوگا، اور اقلیت کی مخالفت اس پر اثر انداز نہ ہوگی۔ امام احمد سے بھی ا روایت اس قسم کی مروی ہے۔ بعض علماء اس کو حجت تو قرار دیتے ہیں لیکن اسے اجماع نہیں رکھتے۔

۲۔ اتفاق کرنے والے مجتہد امت محمدیہ میں سے ہوں، دوسرے انبیاء کی امتو سے مجتہدین کے اتفاق کو شرعی اجماع نہیں کہا جائے گا۔ یہ بھی اس وقت ہو سکتا ہے کہ دوسرے انبیاء علیہم السلام کی امتوں میں مجتہدین کے وجود کو تسلیم کیا جائے، کیوں محمدیہ کا جب کسی حکم پر اتفاق ہو جائے تو عصمت یعنی خطا سے بچنے کے لئے پیغمبر علیہ ا کا قول دلیل موجود ہے جو یہ ہے کہ میری امت گمراہی پر جمع نہ ہوگی۔ دوسری امتوں عصمت کے لئے کوئی دلیل نہیں ہے۔

۳۔ جس حکم پر مجتہدین کا اتفاق ہوا ہو وہ شرعی اور عملی ہو جیسے وجوب، حرمت صحت و فساد وغیرہ۔ اس سے معلوم ہوا کہ احکام لغویہ یا عقلیہ پر اگر اتفاق ہو جائے اس کو شرعی اجماع نہ کہا جائے گا، کیوں کہ علمائے اصول صرف ایسے شرعی احکام سے کہتے ہیں جن کا مکلفین کے اعمال کے ساتھ تعلق ہوتا ہے۔

۴۔ یہ اتفاق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد کا ہو، کیوں کہ حضور ص علیہ وسلم کے زمانے میں اجماع نہیں تھا اور اگر ہوتا بھی تو اس کی کوئی اہمیت نہ ہوتی کیو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں اگر موافقت فرمائی ہوتی تو ایسے حکم کو سنت سے کہا جائے گا، اجماع سے ثابت نہ ہوگا اور اگر پیغمبر علیہ السلام نے اس کی مخالفت فرمائی ہو ایسا اتفاق ساقط ہو جائے گا اور متفق علیہ چیز کو شرعی حکم نہیں کہا جائے گا۔

کیا اس دور میں اجماع ممکن ہے؟

موجودہ دور میں جمہور کے ہاں پسندیدہ ا اجماع تب متحقق ہو سکتی ہے جب دنیا جملہ مجتہدین کا صحیح شمار کیا جائے اور پھر کسی واقعے میں سب مجتہد اظہار خیال کر سکیں

سب کی رائے متفق ہو۔ ظاہر ہے کہ ان سب شرائط کا اس دور میں موجود ہونا بعید معلوم ہوتا ہے بلکہ محال سا ہے۔

شیخ عبدالوہاب خلاف نے لکھا ہے کہ یہ حقیقت ہے کہ اگر اجماع امم اسلامیہ کے افراد اور عوام کے سوائے کیا جائے تو اس کا انعقاد ناممکن معلوم ہوتا ہے اور اس کا انعقاد تب ہی ممکن ہو سکتا ہے جب اسلامی حکومتیں اس کی ذمہ داری اٹھائیں اور ہر ایک حکومت ایسی شرائط مقرر کرے جن کو اجتہاد کے درجے تک پہنچنے کا معیار مقرر کیا جائے اور پھر اجتہاد کی اجازت صرف اس شخص کو ہو جس میں وہ شرائط پائی جائیں، اس طرح ہر حکومت اپنے اپنے ملک کے مجتہدین کو پہچان سکے گی اور ان کی آراء معلوم کرے گی۔ پھر جب کسی حکومت نے ایک واقعے میں اپنے مجتہدین کی آراء کو معلوم کر لیا اور اس واقعے میں دوسری اسلامی حکومتوں کے مجتہدین کا بھی اس حکم پر اتفاق ہو جائے تو یہ اجماع ہوگا اور اس اجماع کو ایسا شرعی حکم کہا جائے گا جس کا اتباع جملہ مسلمانوں پر واجب ہوگا۔ لیکن اس میں یہ رکاوٹیں ہو سکتی ہیں کہ ہو سکتا ہے کہ اس صورت میں اسلامی ملکوں کے کچھ ایسے بھی مجتہد ہوں جن کا علم حکومت کو نہ ہو سکے یا کسی سبب سے وہ اپنی رائے کا اظہار نہ کر سکیں، اس سے معلوم ہوا کہ جمہور کی تعریف کے مطابق اجماع کا انعقاد نہیں ہو سکتا۔

اجماع کی ایسی تعریف جس سے اس کا انعقاد ممکن ہو سکے

جب صورت حال یہ ہے تو بہتر ہے کہ اجماع کی کوئی ایسی تعریف کی جائے جس سے اس کا وقوع ممکن ہو سکے اور شرعی مصادر میں سے وہ ایک مصدر ہو جس سے ہم احکام کو حاصل کر سکیں، کیونکہ ہمارے ہاں ایسے متعدد واقعات ہوتے رہتے ہیں جن کے احکام کے متعلق کوئی نص نہیں پائی جاتی، اس لئے ہمارے مقصد کے زیادہ قریب اجماع کی تعریف یہ ہے کہ وہ کسی حکم میں ایسے لوگوں کے اتفاق رائے کا نام ہے جن کی رائے سے حکومت اتفاق کر سکے اور وہ گمراہی پر مجتمع نہ ہوں، اس تعریف سے اجماع عملی طور پر واقع ہو سکتا ہے اور وہ حجت ہوگا اور اس پر عمل کرنا واجب ہوگا۔

سوسائٹی فقہ اسلامی

اجماع کی سہل ترین صورت یہ ہے کہ فقہ اسلامی کی ایک سوسائٹی

بنائی جائے شریعت اسلامی کے مشہور ماہر اس کے ممبر ہوں اور جب کسی پیش
واقعے کے حکم کے متعلق ان سب کا اتفاق ہو جائے تو یہ ان کی طرف سے ا:
یہ اجماع اگرچہ جمہور کے مقرر کردہ شرائط کے موافق تو نہ ہوگا، لیکن حکومت کے
پہچانے مجتہدین کا اجماع ہوگا جو کہ فقہی سوسائٹی کے اعضاء اور اراکین ہوں گے،
اس فقہی سوسائٹی کے ممبر عالم اسلام کے مجتہدین کی اکثریت ہوگی اور وہ حکومت
ہاں معروف شخصیتیں ہوں گی جن سے ان کی رائے کا معلوم کرنا دشوار نہ ہوگا۔
بھی کوئی شبہ نہیں کہ عالم اسلام کی سب حکومتیں اگرچہ اپنے اپنے ملک کے جملہ
کی شناخت نہ کرتی ہوں، لیکن مجتہدین کی بڑی تعداد ان کو ضرور معلوم ہوگی، یہ دو
اور بنو عباس کا تو نہیں ہے کہ مجتہد اپنی جان کا خطرہ محسوس کرتے اور چھپ جاتے۔؟
دور میں بڑی سہولتیں ہیں۔ سلف صالحین کی تو یہ حالت تھی کہ ایک حدیث کو حاصل
میں ان کو ایک ملک سے دوسرے ملک کی طرف جانا پڑتا تھا۔ اب تو اللہ تعالیٰ نے
کے لئے اجتہاد کو ایسا آسان بنا دیا ہے کہ اس طرح اس سے پہلے کبھی آسان نہ تھ
قرآن مجید کی بیسیوں تفاسیر جمع ہو گئی ہیں اور سنتِ مطہرہ کی بھی تدوین ہو گئی، ائم
تفسیر، تجریح اور ترجیح پر مجتہد کی ضرورت سے زیادہ کلام کیا ہے۔

مذکورہ تحقیق سے معلوم ہوا کہ " اجماع " نام ہے کسی شرعی عملی حکم پر سوسائٹی
اسلامی کے ممبروں کا متفق ہونا اور وہ ایسے لوگ ہوں جن کی رائے سے حکومت مانو
ہوں اور وہ گمراہی پر جمع نہ ہوں گے۔ اس کے بعد مسلمانوں کے قائد کا یہ فرض ہوگا
کے قائم کردہ فیصلے کو عملی شکل پہنا دے، اس طرح اجماع شریعتِ اسلامیہ کے مصا
ایک عمدہ ماخذ ہوگا اور وہ تشریع کے تجدید کا کفیل ہوگا اور اس سے تمام نئے واقعا
کا زمان اور مکان کی رعایت کے ساتھ امتِ مسلمہ آسانی سے فیصلہ کر سکے گی۔